Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

حجیت حدیث اور صحیحین کی روایات: ایک تحقیقی جائزہ

A Research Review of the Authenticity of Hādith and Narrations of *Sahihāin*

Published:
September 30, 2023

Muhammad Fazli Haq
PhD Scholar department of Islamic Studies
SBBU Sheringal Dir Upper. fazlihaqbarq@gmail.com

Dr. Sami ul Haq
Assistant Professor Department of Islamic Studies
SBBU Sheringal Dir Upper. Haq@sbbu.edu.pk

Abstract

The consensus of Islamic scholars affirms the unquestionable authenticity of Sahih Bukhari and Sāhih Muslim, underlining their pivotal role in guiding the Ummāh. However, it is essential to acknowledge that some individuals who reject certain Hadīth from these revered collections often do so on the grounds of their perceived conflict with common sense or their assertion that they contradict the Quran. It is worth noting that the authenticity of a Hadīth is not contingent upon aligning with human intellect, as the divine nature of these sayings transcends such considerations. Nevertheless, the consensus of the Ummah, the collective body of Muslim believers, remains unwavering in its validation of the Sahihain—Sahih Bukhari and

OPEN ACCESS
CC BY

Sahih Muslim—as trustworthy sources for understanding and practicing Islam."

Keywords: Islam, Hadīth, Sahih Bukhari, Sahih Muslim, Ummah

تمہید

فقہاء کے نزدیک دلائل شرعیہ:

اہل سنت والجماعت کے فقہاء کے نزدیک مسائل شرعیہ کے اثبات کے لیے چار دلائل ہیں:۔

۱۔کتاب اللہ ۲۔ سنت رسول ۳۔اجماع ۴۔ قیاس

فقہاء کرام نے فقہ کا ہر مسئلہ یا تو قرآن کریم کی کسی آیت سے یا سنت رسول سے یا اجماع سے یا کسی مجتہد کے قیاس سے اخذ کیا ہے اور انہی کو "مآخذ فقہ" بھی کہا جاتا ہے۔پھر ان چار میں سے بھی اصل مآخذ صرف قرآن وسنت ہے ۔جب کوئی مسئلہ قرآن یا سنت نبوی میں صراحت کے ساتھ موجود ہو تو پھر اجماع اور قیاس کی کوئی ضرورت نہیں ۔جب ایسا کوئی نیا مسئلہ پیش آجائے جس کا شرعی حکم قرآن وسنت اور اجماع میں موجود نہ ہو تو قرآن و سنت اور اجماع میں اس کی نظیر تلاش کی جاتی ہے اور جو حکم اس نظیر کا پہلے سے مقرّر ہے وہی حکم اس نئے مسئلے کے لئے مقرّر کر دیا جاتا ہے،اس عمل کا نام "قیاس" ہے۔قیاس ایک مشکل اور دقیق عمل ہوتا ہے، جس کی پوری طریق کار اور شرائط وضوابط اُصول فقہ کی کتابوں میں درج ہیں۔([1])

حجیت حدیث کی تعریف:

حجیت حدیث کا مطلب حدیث کا حجت اور دلیل ہونا۔حجیت حدیث مرکب اضافی ہے اس لیے پہلے اس لفظ کے مضاف و مضاف الیہ کا لغوی واصطلاحی تعریف کیا جاتا ہے تاکہ مرکب اضافی کا مفہوم سمجھ میں آجائے۔ حجیت حدیث میں دو الفاظ ہیں، لفظ حجیّت جو کہ ترکیب عربی میں مضاف واقع ہے اور لفظ حدیث مضاف الیہ ہے۔

حجیّت کی لغوی معنیٰ:"کسی شے میں دلیل بنانے کی صلاحیت کا وجود اور ثبوت"

CC BY

حجیت کی اصطلاحی معنی: "استدلال یعنی کسی حکم کو ثابت کرنے کو حجیت کہا جاتا ہے۔"

حدیث کا لغوی معنی: "نئی چیز" یا نئی بات" کے ہیں۔

حدیث کی اصطلاحی معنی: "حدیث سے مراد وہ اقوال واعمال اور تقریر (کسی فعل کو دیکھ یا کسی قول کو سننے کے بعد خاموشی اختیار کرنا) ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی جانب منسوب ہوں۔"

حدیث کی حجیت اور اہمیت:

جیسا کہ قرآن کریم حجت ہے اس سے عقائد اور اعمال کا اثبات ہوتا ہے اسی طرح حدیث رسول بھی حجت ہے اور اس سے عقائد، اعمال واحکام کا اثبات ہوتا ہے۔قرآن کریم کی توضیح اور تشریح کرنا یہ رسول اللہ ﷺ کے فرائض میں سے ایک فرض تھا کہ قرآن مجید میں جو احکامات اور ہدایات ہیں آپ نے ان کی توضیح فرمائیں۔یہ بات کسی عقل مند سے چھپی نہیں کہ کسی کتاب کی توضیح اس کتاب کے الفاظ پڑھ کر سنا دینے سے نہیں ہو جاتی،بلکہ توضیح کرنے والا کچھ الفاظ زائد کہتا ہے تاکہ مخاطب اور پڑھنے والا اس کو اچھی طرح سمجھ لے اور اگر اس کا تعلق عملی مسئلے سے ہو تو شارح اپنے عمل سے اس کا مظاہرہ کر کے عملی طور دکھاتا ہے تاکہ یہ دکھائے کہ صاحب کتاب کا مقصد و مراد اس طرح عمل کرنا ہے۔اگر یہ نہ ہو تو پھر توضیح و تشریح کا کوئی مطلب نہیں بن سکتا۔(2)اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَانُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ"۔ (3)

اور ہم نے آپ کی طرف قرآن صرف اس لئے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کو کھول کھول بیان کریں جو ان کی طرف اتاری گئی ہے اور شاید وہ لوگ اس میں غور و فکر کریں۔

مذکورہ آیت کی روشنی سے قرآن کریم کی تفسیر اور وضاحت کا ذمہ داری رسول کریم ﷺ پر ڈالی گئی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے قرآنی آیات کا وضاحت اپنے اقوال اور اعمال کے ذریعے کیا۔بہر حال رسول اللہ کی طرف سے مسئلے کی وضاحت کا جو بھی طریقہ ہوتا وہ وحی سے خارج نہ ہوتا،کیونکہ وحی کبھی "وحی متلو" ہوتا ہے یعنی الفاظ

OPEN ACCESS

CC BY

ومعانی دونوں من جانب اللہ ہوتا ہے جو قرآن کریم کی صورت میں ہے اور کبھی سنت قولی یا فعلی کی صورت میں ہوتی، جو کہ "وحی غیر متلو" کہلاتی ہے۔وحی غیر متلووہ ہوتا ہے جس کے معانی ومفہوم تو من جانب اللہ ہو اور الفاظ کا چناؤرسول اللہ کی اپنی طرف سے ہو۔رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قرآن کریم کی وضاحت کی مختلف صورتیں ہیں۔

پہلی صورت: توضیح کی پہلی صورت یہ ہے کہ سنت وحدیث قرآن کریم سے ثابت شدہ حکم کے لئے مزید مؤکد ومقرر ہو، جیسے اسلام کی پانچ بناء والی حدیث قرآن کریم سے ثابت شدہ اَحکام شہادتین، روزہ، نمازاور حج بیت اللہ کے فرضیت وقطعیت کے لئے مؤکد ومقرر ہے، جو حکم قرآن کریم سے ثابت ہو تو حدیث اس کی مزید تفصیل کرتی ہیں۔

دوسری صورت: سنت قرآن کریم کے لئے بیان واقع ہو، اس بیان کی پھر مختلف صورتیں ہوتی ہیں، کبھی قرآن کے عمومی حکم سے بعض افراد کو خاص کرنا، کبھی قرآن کریم کے مشکل اور پیچیدہ آیات کی وضاحت کرنا، کبھی مطلق احکام کو مقید کرنااور کبھی قرآن کریم کے مجمل حکم کی تفصیل اور کبھی حدیث کی وجہ سے قرآن کریم سے ثابت شدہ حکم پر اضافہ کرنا وغیرہ۔

قرآن وسنت دونوں پر عمل

قرآن وسنت اسلام کے مصادر اصلیہ میں سے ہیں۔دین کے قیام کے لئے قرآن وحدیث دونوں یکساں ضروری ہیں ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا، دونوں پر ایمان یکساں لازم اور دونوں کا احترام واتباع واجب ہے ۔قرآن وحدیث کا آپس میں نہایت گہرا تعلق ہے، ان کا ظاہری تعلق اجمال وتفصیل اور معنوی تعلق اصل اور فرع کا ہے۔قرآن مجید نے دین کی کلیات اور اصول ومبادی پر جامع بحث کی ہے لیکن تفصیلات کسی باب میں بھی نہیں ملتی ہیں۔تفصیل کے لئے حدیث کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور یہی قرآن و حدیث کا فطری تعلق ہے ۔تمام احکامات نماز، روزہ اور حج وغیرہ کی تفصیلات بغیر احادیث کے ممکن ہی نہیں۔

حدیث سے انکار اور حدیث مشکل ہونے میں فرق:

CC BY

منکر حدیث وہ ہوتا ہے جو حجیّت حدیث سے انکار کرے۔ یہ بات ذہین نشین کرنا ضروری ہے کہ اگر کوئی بندہ کسی حدیث کو اشکال آنے کی وجہ سے اپنے اجتہاد سے نہ مانے اس کو منکرِ حدیث نہیں کہا جاتا، بلکہ۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی علت کی وجہ سے فہم حدیث پر عمل کرے اور ظاہر حدیث کو چھوڑے تو اس کو منکر حدیث نہیں کہا جاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کی طرف صحابہ کرام بھیجا اور فرمایا کہ عصر کا نماز بنو قریظہ ہی میں پڑھنا لیکن جب راستے میں نماز کا وقت آگیا تو صحابہ کے دو گروہ بن گئے۔ بعض نے راستے ہی میں نماز ادا کیے اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ کا مطلب جلدی کرنا ہے۔ یہاں ان صحابہ کرام نے روایت کے فہم پر عمل کیا، جبکہ دوسرے بعض صحابہ کرام نے بنو قریظہ جا کر نماز پڑھے یعنی انہوں نے حدیث کے ظاہر پر عمل کیا۔اس حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ پہلا گروہ ماجور ہونے کے ساتھ ساتھ مصیب بھی ہے اور دوسرا گروہ جنھوں نے ظاہر حدیث پر عمل کیا وہ ماجور ہے لیکن مصیب نہیں ہے۔

بعض محدّثین نے بخاری یا مسلم پر بعض اعتراضات کئے ہیں تو یہ فنی اعتراضات ہیں لیکن انہوں نے اس فنی اعتراضات کی وجہ سے حدیث کو موضوع نہیں کہا۔فنی اعتراضات اپنی جگہ درست بھی ہو سکتی ہیں۔ حدیث کی جو بھی کتاب ہے یہ سب انسانی تدوین ہیں جو خطاء اور غلطی سے پاک و معصوم نہیں، لیکن فنی خطاؤں کی وجہ سے کتاب کا مرتبہ گرانا دانشمندی نہیں، خصوصاً صحیحین کا مرتبہ و مقام اور صحت پر توامت کا اجماع امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی حوالہ سے اوپر ذکر کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بعد وفات

اطاعت رسول جس طرح آپ کی زندگی میں لازم تھا اسی طرح رسول اللہ کے وفات کے بعد بھی اس کی اطاعت لازم ہے۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے وفات کے بعد بھی اس کے ارشادات اور اعمال کی پیروی کیا ہے ۔اس لیے بعد وفات اطاعت رسول سے انکار حقیقت میں انکار قرآن ہے۔ حدیث کی حجیت اور اہمیت کی پیش نظر صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے دین دار لوگوں نے درس وتدریس کے ذریعے اور اصول حدیث کے وضع

CC BY

کرنے سے حدیث رسول کو مامون و محفوظ بنادیا۔ حدیث رسول ایک مخدوم علم ہے اس کے لیے اصول جرح وتعدیل کا علم اسماءالرجال اور مصطلح الحدیث وغیرہ سب علوم احادیث کی چھان بین کے لیے مقرر کیے ہیں۔

موجودہ دور میں انکار حدیث کے چند اسباب

ہر زمانے میں منکرین حدیث نے کوئی بہانہ تلاش کر کے حجیت حدیث سے انکار کیے ہیں۔ آج کل فتنوں کی اس دور میں انکار حدیث کا رجحان دن بدن بڑھ رہا ہے۔ منکرین حدیث کا اصل مقصد یہ ہے کہ احادیث صحیحہ کو مکر وفریب کے ساتھ جعلی ثابت کردیا جائے تاکہ عامۃ المسلمین کے اذہان میں دین اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کریں۔ انکار حدیث کے اسباب زمانہ قدیم اور جدید دونوں میں یکساں رہا منکرین حدیث رسول اللہ کی احادیث کو اپنی عقل کی بناپر مسترد کر رہے ہیں کہ عقل اس حدیث کے ساتھ نہیں دیتی۔ انکار حدیث تعقل پسندی اوراعتزال کی وجہ سے شروع ہوئی۔ حالانکہ ان کو اس بات کا علم نہیں کہ لوگوں کے عقول میں بہت تفاوت پایا جاتا ہے کس کا عقل معیار مانا جائے؟

اعتزال اور عقل کی پجاری

حدیث کو معتزلہ کی طرح عقل کی بناپر نہیں ٹھکرایا جاتا کیونکہ جس طرح احادیث کے پرکھنے کے لیے محدّثین نے اصول وضوابط مقرر کیے ہیں اس سے صحیح وضعیف کا پتہ چل جاتا ہے۔ اسی طرح کیا آپ عُقلاء کے پاس کسی ایسے اصول وقواعد ہیں کوئی معیار ہے کہ اس سے پہچانا جائے کہ فلاں حدیث عقل کے خلاف ہے اور فلاں حدیث عقل کے مطابق ہے؟ جب احادیث کی اسناد درست ہو تو اس میں تطبیق کرنا چاہیے البتہ یہ بات بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ احادیث میں تطبیق تب کرینگے کہ دونوں کا سند صحیح ہو، اگر ایک روایت کی سند میں جھوٹا راوی ہو تو پھر تطبیق دینے کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو پھر تاویل سے کام لیں گے لیکن حدیث کو نہیں ٹھکرایا جائے گا کیونکہ حدیث کو ٹھکرانا اور رد کرنا یہ معتزلہ کا کام ہے۔ لہذا انکار حدیث کا سب سے بڑی وجہ تعقل پسندی یعنی حدیث کو اپنے عقل کی بناپر قبول کرنا یارد کرنا ہے۔ ایمان کے کام اللہ اور رسول کے بتائے سے معلوم

CC BY

ہوتے ہیں اور اپنے عقل سے نہیں سمجھے جاتے۔ اگر صرف عقل سے معلوم ہوتے تو بڑے کامل مسلمان بقراط اور ارسطاطالیس ہی ہوتے۔ اس لیے عقل کو شرع کا تابع کرنا چاہیے اور شرع کو عقل کا تابع نہیں۔ تعقل پسندی دین میں اپنے من مانی تاویلات اور فکری کجی کو ایک باقاعدہ دین کی شکل دینا ہے لیکن نہ آج تک یہ بازیگر اپنی اس مہم جوئی میں کامیاب ہوسکے اور نہ یہ آئندہ کامیاب ہوں گے کیونکہ دین (قرآن و حدیث) کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

غیر مسلموں کے اعتراضات کی وجہ سے انکار حدیث کا مرض

آج کل انکار حدیث غیر مسلموں کے اعتراضات کی خوف اور ڈر کی وجہ سے بھی کیا جاتا ہے۔ اکثر لوگوں کے زبان پر یہ بات زیادہ گردش کررہی ہیں کہ اگر فلاں حدیث کو صحیح اور درست مانا جائے تو اس پر غیر مسلم کا اعتراض باقی رہتا ہے گویا غیر مسلموں کی اعتراضات کی ڈر سے حدیث کی صحت سے انکار کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ کیا غیر مسلم کے اعتراضات کی جوابات دینے کی ہم مکلّف ہیں؟ کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے غیر مسلم یہود، مشرکین اور دوسرے گمراہ فرقوں کی اعتراضات اور استہزاء کی وجہ سے قرآنی آیات یا احادیث نبویہ چھوڑ دیا تھا؟ جواب نفی میں ہوگا کہ ہرگز نہیں چھوڑا تھا تو ہم ان کی اعتراض کی وجہ سے احادیث کیوں چھوڑ دیتے ہیں؟

حدیث اور قرآن میں اختلاف

روافض حدیث کی حجیت سے انکار کرتے ہیں اور یہ بہانہ کرتے ہیں کہ فلاں حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہے۔ حالانکہ جب کوئی حدیث کتاب اللہ کے نص کے مخالف نظر آتے تو محدّثین کا اصول حدیث کو ٹھکرانا نہیں تھا بلکہ قرآن و احادیث میں تطبیق کرتے یا حدیث میں کوئی تاویل کرتے اگر تطبیق و تاویل ممکن نہ ہوتا تو حدیث کو چھوڑ دیتے لیکن حجیت حدیث سے انکار نہیں کرتے۔

OPEN ACCESS

CC BY

بعض لوگ شیعوں کی طرح حدیث کو قرآن کا مقابل و متعارض بتا کر، آپس میں ٹکراؤ پیدا کر کے انکار حدیث کا مزعوم کوشش کر رہے ہیں ۔امام ابن قیمؒ اپنی کتاب میں یہ بات لکھا ہے جس کا خلاصہ اردو زبان میں پیش خدمت ہے۔" یہاں تک کہ روافض اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے ان کا مسلک یہ ہے کہ حدیث متواتر بھی دلیل نہیں اس لئے کہ وہ کتاب اللہ کے مخالف ہے۔

مثلاً"لَانُوْرَثُ مَاتَرَكْنَاصَدَقَةٌ "(4)

حدیث قرآن کا مخالف ہے کیونکہ قرآن میں ارشاد ربانی ہے

"لِلذَّكَرِمِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ"(5)

لہذا حدیث حجت نہیں۔اسی طرح خوارج، قدریہ، جھمیہ ان سب کا یہی مسلک ہے کہ حدیث کو کتاب اللہ کا خلاف بتلا کر انکار کرتے ہیں۔"(6)

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ صحیح حدیث قرآن سے حقیقی طور متعارض نہیں ہوتا کیونکہ دونوں کا منبع ایک ہے البتہ بعض اوقات ظاہری تعارض پایا جاتا ہے جس کا تطبیق ممکن ہے محدثین نے اس کے تطبیق کے لیے مختلف اصول ضبط کیے ہیں۔ہاں یہ بات تو درست ہے کہ حدیث اس وقت حجت ہے کہ قرآن کی صراحت کا خلاف نہ ہو لیکن تعارض معلوم کرنا ہر شخص کی بس کی بات نہیں جن علماء کو قرآن وحدیث کے درمیان تعارض معلوم ہوتا ہے تو اس تعارض کو دفع کرنے کے لئے انہوں نے تطبیق کرنے یا نسخ پر حمل کرنے کا راستہ اختیار کیا ہے لیکن حدیث کو صرف تعارض کی وجہ سے رد نہیں کر دیا جیسا کہ کبھی آیات قرآنی کے درمیان تعارض معلوم ہوتا ہے تو اس وقت سب آیات کو ماننا اور ان کے درمیان تطبیق کرنا لازمی بات ہے۔احادیث کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ صحیح حدیث قرآن کا مخالف نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں کا منبع ایک ہی ہے جو وحی ہے۔اگر ظاہری طور پر حدیث قرآن کریم کے صراحت کے خلاف معلوم ہوتی ہو تو حدیث میں تاویل کیا جاتا ہے اور یہی سلف صالحین کا طرز و طریقہ رہا۔

OPEN ACCESS

CC BY

حجیت حدیث اور منکرین حجیت

منکرین حدیث سے بطور الزام یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کا تدوین، اسکا جمع کرنا اور اس کی حفاظت تم احادیث سے ثابت کر کے مانتے ہو تو احادیث کی حفاظت بطور حفظ اور کتابت احادیث کی بنا پر کیوں قابل اعتراض اور قابل انکار ہے؟ لہذا جب یہ ثابت ہوا کہ قرآن اور حدیث دونوں محفوظ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کیا ہے تو حفاظت کا فائدہ صرف تلاوت نہیں بلکہ اس کو حجت اور دلیل سمجھ کر اس کے احکام پر عمل کرنا مسلمان کے لئے لازمی ہے۔

ہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ احادیث فقہیہ میں جو تعارض اور اختلاف ہمیں نظر آتا ہے تو اس کو اختلاف فی التنوّع کہا جاتا ہے یعنی ایک ہی عبادت کا اثبات مختلف طریقوں سے ہونا ہے یہ روایات میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اس قسم کے تنوع کو تعارض کا رنگ دیکر انکار حدیث ایک نری جہالت ہے۔ یہ سارے طریقے رسول اکرم سے نقل کی گئی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے سب طریقوں کی اتباع لازم ہے۔ اگر کسی مسئلے میں میں کوئی اختلاف ہے تو اس کے بہت وجوہات اور اسباب ہوتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پوری بات نقل نہ ہوئی ہو یا پس منظر معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یا کوئی وہم پیدا ہونے سے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ جس مسئلے میں اختلاف ہوا گر دونوں احادیث ثبوت کے لحاظ سے برابر نہیں ہوتیں تو وہاں اس حدیث کو لیا جاتا ہے جو قوی ہو یا دلالت کے لحاظ سے ایک حدیث دوسری سے زیادہ واضح ہوتی ہے یا مختلف شواہد کی وجہ سے ایک کو دوسری پر ترجیح حاصل ہو جاتی ہے جو اصول ترجیح کے قواعد میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

احادیث اور سنت نبویہ کے مصادر

رسول اللہ ﷺ کے سنت کا اہم مصادر اصلیہ میں لکھی گئی اہم بنیادی کتابیں درجہ ذیل ہیں۔(7) روایات کے سلسلے میں ہر طالب حدیث کو ان کتابوں کی طرف رجوع کرنا پڑے گا۔

الموطا: امام مالک بن انس

CC BY

الجامع الصحیح: صحیح بخاری-امام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری

المسندالصحیح : صحیح مسلم-امام مسلم بن حجاج بن مسلم نیشاپوری

السُنن: سنن ترمذی- محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی

السُنن : سنن ابی داوٗد-امام سلیمان بن اشعث سجستانی

السُنن: سنن ابن ماجہ -امام محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی

السُنن: سنن نسائی-امام احمد بن شعیب بن علی نسائی

المسند: مسند ابی عوانۃ-امام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم ابو عوانہ ([8])

الصحیح: امام ابو حاتم محمد بن حِبّان بُستی ([9])

الصحیح: صحیح ابن خزیمہ -امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ ([10])

السُنن :امام علی بن عمر بن احمد دار قطنی

تاریخ بغداد(تاریخ مدینۃ السلام): ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی ([11])

الصِحّاح المختارۃ :امام محمد بن عبدالواحد ضیاءالدین المقدسی ([12])

علم درایت الحدیث

علم یُعرف بہ حال الراوی والمروی من حیث القبول والرّد ومایتعلق بذلک -([13])"درایت کے لحاظ سے علم حدیث وہ ہے جس کے ذریعے قبول ورد کے لحاظ سے راوی اور روایت سے واقفیت حاصل ہو جاتی ہے "۔

امام راغب اصفہانیؒ([14]) نے لکھاہے: "خوب کوشش کے بعد کسی چیز کو معلوم کرنا، درایت کہلاتاہے۔"([15])

بخاری و مسلم کی صحت پر اجماعِ امت

CC BY

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ اجماع امت بھی ایک دلیل ہے کیونکہ امت کا اجماع گمراہی پر نہیں ہو سکتا ۔حدیث کی ان مُدوَّن و معتبر کتابوں میں چھ (بخاری، مسلم،ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ) کو پاک و ہند میں صحاح ستّہ کے نام سے پہچانا جاتاہے پھر حدیث کے ان چھ کتابوں میں سے دو کتابوں (بخاری اور مسلم) کو صحیحین کہاجاتاہے کیونکہ امت کے حفاظ حدیث کا ان دونوں کتابوں کی صحت پر اجماع ہیں ۔ بر صغیر کے مشہور و نامور محدّث امام شاہ ولی اللہؒ (16) نے اپنے شہرہ آفاق کتاب "حُجّۃ اللہ البالغۃ " میں یوں رقم طراز ہے:

"اَمَّا الصَّحِيْحَانِ فَقَدْ اِتَّفَقَ الْمُحَدِّثُوْنَ عَلٰى أَنَّ جَمِيْعَ مَافِيْهِمَامِنَ الْمُتَّصِلِ الْمَرْفُوْعِ صَحِيْحٌ بِالْقَطْعِ وَاَنَّهٗ كُلُّ مَنْ يُهَوِّنُ اَمْرَهُمَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ مُتَّبِعٌ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ"(17)"

صحیحان (بخاری و مسلم) میں تمام مرفوع متصل احادیث کی یقینی طور پر صحیح اور مصنفین تک متواتر ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہیں اور جو شخص بھی بخاری اور مسلم کتاب کو حقیر سمجھے وہ مبتدع ہو گا اور غیر مسلموں کے راستے پر چلنے والا ہو گا۔"

امام دہلوی شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی درجہ بالا عبارت سے واضح ہوا کہ صحیحین کی احادیث پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے کہ وہ سند کے اعتبار سے صحیح ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ صحیحین کی روایت میں وہ راوی ثقہ ہوتا ہے اگرچہ حدیث کی دوسری کتابوں میں اس راوی کی روایت ضعیف بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بات بھی واضح ہوا کہ بعض اوقات حدیث کی دوسری کتابوں کے راویوں کے متعلق کہاجاتاہے کہ "رِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِيْحَيْنِ "اس سے حدیث کی صحت کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو کہ درست نہیں، ہو سکتاہے کہ اس روایت میں راوی ضعیف ہوا گرچہ بخاری و مسلم کا راوی کیوں نہ ہو۔ہاں صحیحین میں اس راوی کا روایت معتبر ہوتا ہے کیونکہ امام بخاری وامام مسلم رحمہااللہ دونوں نے اپنے اوپر صحیح حدیث لانے کا التزام کیے ہوئے ہیں۔امام بخاریؒ پر کسی اور کا جرح معتبر نہیں کیونکہ وہ خود جرح وتعدیل کے بڑے امام تھے۔ بعض لوگ صحیح بخاری کی بعض احادیث سے انکار کا وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اس میں فلاں، فلاں راوی شیعہ ہیں۔اس لئے یہ بات یہاں ذہین نشین کرنا چاہیے کہ قدیم شیعہ اور آج کل کے

OPEN ACCESS

CC BY

روافض میں بہت فرق ہے، جیسا کہ امام ابن جوزیؒ نے فرمایا ہے: "امام ذہبیؒ وغیرہ نے لکھا ہے کہ قدیم شیعہ فرقہ کا قول فقط یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہٗ عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور جس نے ان سے لڑائی کی اس نے گناہ کمایا۔ پھر اس فرقہ میں بعض بڑھ کر کہنے لگے کہ علیؓ سب سے افضل ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو پہلے خلیفہ اس لئے کر دیا تاکہ خلافت کا خاتمہ علی رضی اللہ عنہ پر ہو اور آپ کی اولاد میں قیامت تک باقی رہے، جیسے نبوت محمد ﷺ پر ختم ہوئی یہ رافضیہ فرقہ کا عقیدہ ہے"[18] معلوم ہوا کہ متقدمین شیعہ اور متأخرین شیعہ (روافض) میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہ متعصبین منکرین حدیث اپنے جہالت کو نہیں جانتے اور امام بخاریؒ جیسے عظیم محدّث اور امام جرح وتعدیل پر کیچڑ اچالتے ہیں۔

امام دار قطنی[19] وغیرہ ائمہ کا صحیحین کے بعض روایات پر اعتراضات کی حقیقت:

جیسا کہ پہلے معلوم ہوا کہ بخاری: محمد بن اسماعیل[20] اور مسلم: مسلم بن حجاج[21] کی صحت پر امام شاہ ولی اللہ دھلویؒ نے حفاظ حدیث کی اجماع ذکر کیا اب یہاں ایک اشکال اور اس کا جواب دینا مقصود ہے وہ اشکال یہ کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر امام دار قطنی نے اپنے کتاب "اَلْاِلزَامَات و التَّتَبُّع" میں امام بخاری کے بعض رواۃ پر کیوں تنقید واعتراضات کی ہے؟

اس کا پہلا جواب یہ ہے کہ اس نے بخاری کے احادیث پر کچھ فنی اعتراضات وارد کیے، احادیث کی ضعف اور موضوع نہیں کہا کیونکہ بخاری کی صحت پر تو اجماع ہے، ہاں امام دار قطنی نے بعض رُواۃ پر جرح وتعدیل کے متعلق کلام کیا ہے، لیکن بخاری کے کسی حدیث کو موضوع یا غلط نہیں کہا۔ لیکن اامام دار قطنی کے ان اعتراضات کے بارے میں راقم الحروف صرف یہ کہتا ہے کہ امام دار قطنی جرح و تعدیل میں مقلّد ہے جبکہ امام بخاری جرح و تعدیل میں مجتہد امام ہے لہذا امام دار قطنی یا کسی اور کی تنقید اور اعتراضات کی وجہ سے شان بخاری یا اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

OPEN ACCESS

cc BY

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اصولی بات یہ ہے کہ اجماع کے بعد کسی بندے کا اس اجماع کی مخالفت کرنا یہ خود گمراہی کی بات ہے۔ دوسرا اجماع کرنا بھی صحیحین کے خلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ اصول فقہ میں یہ بات واضح طور پر لکھی گئی ہیں کہ دوسری بار اجماع تب صحیح اور درست ہے کہ وہ پہلی والی اجماع کی مخالف نہ ہو۔

حافظ ابن الصلاح الشہر زوری لکھتے ہیں:

"صحیحین میں جتنی احادیث (حدّثنا کے ساتھ بیان کردہ) ہیں وہ قطعی اور یقینی طور پر صحیح ہیں کیونکہ اُمت (اجماع کی صورت میں) معصوم عن الخطاء ہے۔ لہٰذا جسے اُمت نے صحیح سمجھا ہے اس پر عمل (اور ایمان) واجب ہے اور یہ ضروری ہے کہ یہ روایات حقیقت میں بھی صحیح ہی ہیں۔" اس پر محی الدین نووی کا اختلاف ذکر کرنے کے باوجود حافظ ابن کثیر الدمشقی لکھتے ہیں: "اور یہ استنباط اچھا ہے میں اس مسئلے میں ابن الصلاح کے ساتھ ہوں، انہوں نے جو کہا اور راہنمائی کی ہے (وہی صحیح ہے)۔ (22)

صحیح بخاری کا مقام

صحیح بخاری کا دفاع اصل میں دین اسلام کا دفاع ہے کیونکہ امام بخاری نے اپنے صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث کو جمع کیا ہے جو قرآن کریم کی توضیح اور تفسیر ہے۔ احادیث رسول کے بغیر قرآن کریم کا تفسیر و تفہیم ممکن ہی نہیں۔ احادیث کی اسی اہمیت کے پیش نظر عرب علماء کا صحیح بخاری کے بارے میں یہ مشہور مقولہ ہے

"اَلدِّفاعُ عن البخاری دِفاعٌ عَنِ الْاِسلام" یعنی "بخاری کا دفاع کرنا اسلام کا دفاع ہے۔"

بخاری کی دفاع لازم ہے کیونکہ اسلام نام ہے قرآن و سنت کا، قرآن کریم کی طرح سنت کو حدیث کی ان کتابوں میں محفوظ کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے منکرین حدیث، حدیث کو دوسرا اسلام کا نام دیتے ہیں، جیسا ڈاکٹر جیلانی برق (23) نے اس کے بارے میں تصنیفات کیے ہیں، اس نے کبھی دو اسلام کے نام پر اور کبھی دو قرآن کے نام پر کتابیں لکھی ہیں۔ وہ حدیث کو قرآن کا متوازی سمجھتا ہے اور حدیث سے منکر ہے حالانکہ دو اسلام یا دو قرآن

OPEN ACCESS

CC BY

نہیں بلکہ ایک ہی اسلام ہے جو قرآن وسنت کی شکل میں موجود ہیں۔ حدیث کتاب اللہ کا توضیح و تفسیر ہے اور قرآن کریم کا کوئی متوازی کتاب یا دین نہیں۔

CC BY

حواشی وحوالہ جات

1۔عثمانی، محمد رفیع، فقہ میں اجماع کا مقام، ادارۃ المعارف کراچی، 1428ھ-مئی 2007م، ص11

2۔ابو سلمان، سراج الاسلام، معرفت علوم الحدیث، عنوان: رسول اللہ کی اطاعت فرض، دار النوادر، لاہور، 2006، ص39۔

3۔سورۃ النحل 44:16

4۔بخاری ،محمد بن اسمٰعیل ،الجامع الصحیح ،کتاب الفرائض ،باب: قول النبی لانورث ماترکنا صدقة،دارنعمانی کابل ،افغانستان ،بدون تاریخ ،ج2ص995

5۔سورۃ النساء 10:4

6۔ابن قیم ،ابو عبد اللہ محمد بن قیم ،الطرق الحَکمیة فی السیاسة الشرعیه ، دار نشر الکتب الاسلامیه ،لاہور پاکستان بدون تاریخ ،ص73

7۔ابو سلمان، سراج الاسلام، اصول بحث و تحقیق علوم شرعیہ، عنوان: سنت نبویہ کے مصادر، ص119-121

8۔یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم، نیشاپوری، اسفرائینی، ابو عوانۃ اکابر حفاظ حدیث میں تھے۔یاقوت حموی انہیں حافظ الدنیا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ طلب حدیث میں شام، مصر، عراق، حجاز، جزیرہ، یمن اور فارس کے طویل سفر کیے۔تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی۔اسفرائین مین سکونت اختیار کی۔وہیں امام شافعی کا مسلک خوب پھیلایا اور وہیں 316ھ- 928ء کو وفات پائی۔

9۔ابو حاتم ابن حِبّان (بکسر الحاء و تشدید الباء) محمد بن حِبّان بن احمد بن حِبّان بن معاذ بن معبد، تیمی، ابو حاتم، بستی، سجستانی۔تاریخ ،جغرافیہ، رجال اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔ حصول علم کے سلسلہ میں خراساں، شام، مصر، عراق اور جزیرہ کے سفر کیے ۔354ھ- 965ء کو وفات پائی۔

معجم البلدان 171:2، تذکرۃ الحفاظ 290:3

10۔محمد بن اسحاق بن خزیمہ، سُلّمی (بضم السین و تشدید اللام) ابو بکر، اپنے دور مین نیشاپور کے امام تھے۔فقیہ، مجتہد اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے۔223ھ- 838ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے اور وہیں 311ھ- 924ء کو وفات پائی۔عراق، شام، جزیرہ اور مصر کے اسفار کئے۔امام الائمہ کے لقب سے مشہور ہے۔تصانیف کی تعداد تقریباً 140 ہے۔

طبقات الشافعیۃ الکبریٰ 109:3، الاعلام 29:6

CC BY

11۔احمد بن علی بن ثابت ،بغدادی ،ابو بکر ،خطیب ،حافظ حدیث اور مؤرخ اسلام تھے 392ھ-1002م کو غُزیہ (بالتصغیر)میں پیدا ہوئے ،جو مکہ مکرمہ اور کوفہ کے بالکل درمیان مین مساوی مسافت پر واقع ہے ۔بغداد میں رہائش پزیر تھے ۔اور وہیں 463ھ- 1072م کووفات پائی۔

(سیر اعلام النبلاء270:18،الاعلام 172:1)

12۔محمد بن عبدالواحد بن احمد بن عبدالرحمٰن ،سعدیِ مقدسی الاصل ،صالحہ ،حنبلی،ابوعبداللہ،ضیاءالدین،مؤرخ اور محدث تھے ۔دمشق میں پیدا ہوئے اور وفات بھی وہیں پائی۔شذرات الذہب 224:5،الاعلام 255:6

13۔مناوی،عبدالرؤف ،الیواقیت والدرر فی شرح نخبۃ ابن حجر،مکتبہ الرشد،ریاض،سعودی عرب،1999،ص230۔

14۔ حسین بن محمد بن مفضل ابوالقاسم اِصبہانی(اصفہانی)ادیب،حکیم اور عالم تھے۔اِصبہان سے تعلق تھا۔تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی۔بغداد میں رہائش پذیر تھے۔اپنے زمانے میں امام غزالی کے برابر سمجھے جاتے تھے502ھ- 1108م کووفات پائی۔

روضات الجنات:249،الاعلام 255:2

15۔راغب اصفہانی،ابوالقاسم حسین بن محمد، المفردات فی غریب القرآن،دارالمعرفۃ،بیروت،لبنان، 502ھ،ص178

16۔ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم ،عمری ،حنفی ،نقش بندی ،محدث دہلوی ۱۱۱۴ھ کو سونی پت میں پیدا ہوئے ۔چودہ سال کی عمر میں شادی ہوئی۔سولہ سال کی عمر میں درس وتدریس کی اجازت مل گئی۔ہند میں تفسیر وحدیث کو مشتہر کرنے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے ۔دہلی میں 1176ھ کو 62سال کی عمر میں وفات پائی۔(نزہۃ الخواطر 410:6)

17۔محدث دہلوی ،شاہ ولی اللہ ،حجۃ اللہ البالغۃ ،باب :طبقۃ کتب الحدیث(مکتبۃ صدیقیہ ،اکوڑہ خٹک پاکستان،بدون تاریخ)ج1،ص134

18۔ابن جوزی،عبدالرحمن، تلبیس ابلیس(اردو مترجم)،مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان،بدون تاریخ،ص 33-34

19۔ علی بن عمر بن احمد بن مہدی،ابوالحسن،دارقطنی،شافعی،اپنے دور کے امام فی الحدیث والعِلَل تھے،آپ نے قرأت پر کتاب لکھی اوراس کے ابواب مقرر کیے۔دار قطن(بغداد کا ایک قصبہ)میں 306ھ کو پیدا ہوے اور بغداد میں 385ھ کو وفات پائی۔

(وفیات الاعیان 297:3،الاعلام 314:4)

OPEN ACCESS

cc BY

20۔ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، بخاری، ابو عبد اللہ، امیر المؤمنین فی الحدیث، ۱۹۴ھ - ۸۱۰ء کو بخارا میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں یتیم ہو گئے۔ طلب حدیث کے سلسلے میں مشقتیں اٹھائیں اور لگ بھگ ایک ہزار اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ ۲۵۶ھ—970ء کو خرتنگ میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الحفاظ 3:829، الاعلام 3:324)

21۔ مسلم بن حجاج بن مسلم، قشیری، نیشاپوری، ابو الحسین، 204ھ—820ء کو نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ کبار ائمہ اور حفاظ حدیث میں سے تھے ۔ حجاز، شام اور عراق کے سفر کئے ۔ نیشاپور ہی میں 261ھ- 875ء کو وفات پائی ۔ (وفیات الاعیان 194:5، تذکرۃ الحفاظ 2:588)

22۔ اختصار علوم الحدیث مع تحقیق الشیخ البانی ج1 ص 145-146

23۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ (ولادت: 26 اکتوبر 1901ء۔ وفات: 12 مارچ 1985ء) معروف عالم دین، ماہر تعلیم، دانشور، مصنف اور شاعر تھے۔ اس کے بعض تفردات اور اغلاط بھی ہے خصوصاً احادیث کے بارے میں ان کا نظریہ درست نہیں جیسا کہ اس کے کتاب "دو اسلام" اس پر شاہد ہے۔ اسی وجہ سے برصغیر پاک و ہند میں ان پر منکر حدیث کا لیبل لگا۔ البتہ غلام جیلانی برقؔ نے اپنی آخری کتاب تاریخ حدیث میں لکھا ہے میں نے "میں نے ۱۹۵۲ کے بعد حدیث کے متعلق اپنا موقف بدل لیا تھا اور اس پر چٹان میں بارہا لکھ بھی چکا ہو میرے عقائد وہی ہے جو اہل سنت کے ہیں۔ لہٰذا دو قرآن اور دو اسلام والی کتابوں میں اس نے حدیث کے متعلق شکوک و شبہات بیان کئے تھے اور آخر میں اس نے توبہ کر گئے ہیں۔ اس لئے مذید ان کتابوں کی طباعت اور اشاعت نہیں چاہیے۔

CC BY